JIBAS (The International Journal of Islamic Business, Administration and Social Sciences) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu)
ISSN: APPLIED FOR (P) & (E)
Home Page: http://jibas.org
Approved by HEC in Y Category
Indexing: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,** Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk,
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

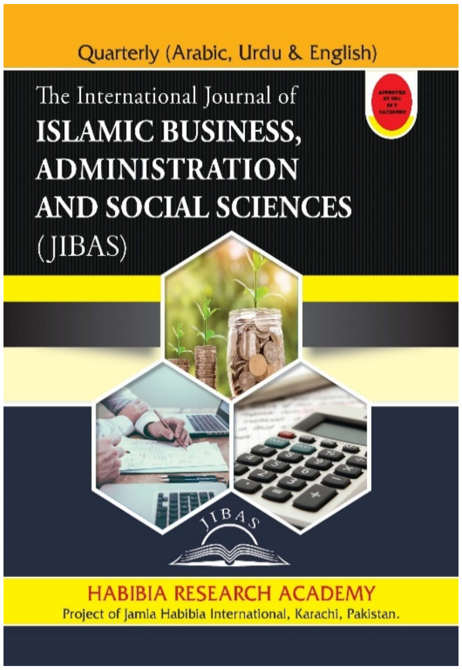

TOPIC:

A RESEARCH REVIEW OF THE APPLIED MEANING OF THE PROPHET'S BIOGRAPHY IN THE LIGHT OF THE QUR'AN AND HADITH

سیرت النبی کا اطلاقی مفہوم قرآن وحدیث کی روشنی میں ایک تحقیقی جائزہ

AUTHORS:
1. *Dr. Sabeen Altaf , Visiting Lecturer ,UET, Peshawar,*
2. *Inam ur Rehman, Department of Islamayat, UOP,*
3. *Asia Hayat, M.Phil., Scholar University of Agriculture Peshawar,*

How to Cite: *Altaf , Sabeen, Inam ur Rehman, and Asia Hayat. 2022. " A RESEARCH REVIEW OF THE APPLIED MEANING OF THE PROPHET'S BIOGRAPHY IN THE LIGHT OF THE QUR'AN AND HADITH": سیرت النبی کاطلاقی مفہوم قرآن و حدیث کی روشنی میں ایک تحقیقی جائزہ". International Journal of Islamic Business, Administration and Social Sciences (JIBAS) 2 (1).*
URL: https://jibas.org/index.php/jibas/article/view/67.

Vol. 2, No.1 || January –March 2022 || P. 53-70
Published online: 2022-03-30

QR. Code

A RESEARCH REVIEW OF THE APPLIED MEANING OF THE PROPHET'S BIOGRAPHY IN THE LIGHT OF THE QUR'AN AND HADITH

سیرت النبی کا اطلاقی مفہوم قرآن وحدیث کی روشنی میں ایک تحقیقی جائزہ

Sabeen Altaf , Inam ur Rehman, Asia Hayat,

ABSTRACT:
The first step is this biographical research writing is to identify, determine, search and edit the material. Ahli Serah generally taken only one narration the book of Sirah and Ahli Hadith in the present era of claim has taken help Hadith. They have also making equal use of Majma' al-Bahrain and the comprehensive status of writer and authors has taken help from the book of Hadith. The greatest Hadith personality like Imam Bukhari but also Abqari has mentioned the most authoritative important biography of Hazrat Urwa bin Zubair Asadi, Imam Zehrii Muhammad ibni muslim bin shehab. Besides these they have addressed the analytical analysis of Ibni Ishaq and Musa Bin Uqba. Maulana Shibli Nomani, Maulana Idress kandehlavi, Maulana Maudid and many analytical biographers have taken help from Quran and Sunnah. The ancient and modern analyst will turn towards the ancient tradition in the contradictive analysis of Hadith. This traditional concept is finalized. In this research article the analytical analysis of the Urdu translation has been taken under consideration.

Keywords**:** *Ibni Hisham, Serat, Translation, Consideration,*

سیرت کے لغوی واصطلاحی معنیٰ:

سیرت کے لغوی معنیٰ: رسول اکرم ﷺ کی مبارک زندگی کے لئے سیرت کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ سیرت عربی زبان کا لفظ ہے۔ سیرت کو عرب میں ''السیرۃ'' لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔

سیرت اسم ہے اور اس سے فعل سار ا یسیر سیرۃ ومیسرا ومیسرۃ و سیرورۃ باب ضرب یضرب سے ہے بمعنیٰ چلنا پھرنا، جانا، سفر کرنا، عمل کرنا، مشہور ہونا۔ اس سے سار ایسیر کا اسم مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً روش، طور طریقہ، چال چلن، ڈھنگ، طرز زندگی، کردار، ہئیت، عادت، شکل وصورت، حالت، کہانی، قصہ، واقعہ۔[1] عربی لغت منجد میں السیرۃ کی وضاحت[2] اس طرح کی گئی ہے: "السیرۃ اسم من سار، السنة والطريقة والمذبب الهية" سیرت بمعنیٰ طریقہ، مذہب اور ہیت، سیرۃ الرجل صحیفة اعاله و كيفية سلوک بین الناس ،کسی شخص کی سیرت کا مطلب ہے اس شخص کی سوانح حیات اور لوگوں کے ساتھ اس کے برتاؤ کا انداز، یقال ھو حسن السیرۃ و منه قولهم '' من طابت سریرۃ"" کہتے ہیں کہ فلاں اچھی چال چلن کا حامل ہے اور اس سے عرب کا قول ہے کہ جس کا باطن پاکیزہ ہوتا ہے اس کا کردار قابل ستائش ہوتا ہے۔[3] محمد مرتضیٰ الزبیدیؒ (م ۲۰۵ھ) تاج العروس میں لکھتے ہیں کہ سیرت کے معنی طریقہ کے ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ "سار الوالي في رعيته سيرة حسنة"[4] یعنی بادشاہ نے اپنی رعایا کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ فلاں محمود السیرۃ وفلاں مذموم السیرۃ" لین فلاں اچھے کردار کا حامل ہے اور فلاں برے کردار کا حامل ہے۔[5]

لسان العرب نے سیر چلنے اور رخصت ہونے کے معنی میں استعمال کیا ہے۔ یہ لفظ مسافت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ "نصرت بالرعب مسيرة شهر "[6]. یعنی میرا رعب ایک مہینے کے مسافت سے دشمن پر ڈالا گیا ہے۔ علامہ مجد الدین فیروز آبادی اپنی کتاب "کتاب القاموس المحیط" میں لکھتے ہیں: "السيرة بالكسرة السنت والطريقة والهية والميسرة"[7]۔ سیرت کے زیر کے ساتھ ہئیت، طریقہ، اور مسافت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اس طرح سیرت کا لفظ پہلے گزرے ہوئے لوگوں کی باتیں بیان کرنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔[8] اردو انسائیکلوپیڈیا میں سیرت کا مطلب سوانح عمری لکھا گیا ہے۔[9] مختصر یہ کہ سیرت کا لفظ، طریقہ، شکل و صورت، کردار، گزرے ہوئے واقعات اور سواری عمری کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

سیرت کا اصطلاحی مفہوم: لغوی تحقیق سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مصدر "سیر" اور اسم "سیرت" کے لغوی معنی چلنا اور چلنے کے انداز کے ہیں۔ اصطلاح میں طرز عمل، طریقہ، کردار، صلح و جنگ کے متعلق اسلام کا مخصوص طریقہ غیر مسلموں کے ساتھ اسلام کا بین الاقوامی قانون اور آخر میں سیرت بمعنی سوانح عمری کی طرف مختلف مراحل میں منتقل ہوا۔

اردو انسائیکلوپیڈیا میں سیرت کے لغوی معنی سوانح عمری کے ہیں لیکن اصطلاح میں رسول اکرم ﷺ کے زندگی کے حالات، آپ کی عادات و اخلاق کو سیرت کہا جاتا ہے۔[10] پروفیسر عثمان کے مطابق سیرت کے اصطلاحی معنی "حضرت سلام کے حالات زندگی اور اخلاق و عادات بیان کرنے کا نام سیرت ہے"۔[11] محمد سرور کی رائے ہے کہ سیرت کا لفظ مطلقاً بولا جاتا ہے تو شریعت میں اس سے مراد وہ کام ہوتا ہے جو نبی کریم ﷺ نے کرنے کا حکم دیا ہو یا جس سے روکا ہو یا جسے جائز سمجھا ہو[12]۔

شاہ عبد العزیز ابن شاہ ولی اللہؒ کے مطابق: آنچہ متعلق بوجود پیغمبر ﷺ وصحابہ کرام و آن عظام است واز ابتدائے تولد آنجناب تا غایت وفات آن راسیرت گویند[13]. یعنی جو کچھ ہمارے پیغمبر ﷺ اور صحابہ کرام کی عظمت اور ان کے وجود سے وفات تک کے واقعات بیان کئے گئے ہوں وہ سیرت ہے۔ چوہدری غلام رسول چیمہ کے مطابق ایک طویل تاریخی عمل کے بعد لفظ سیرت ایک اصطلاح بن گئی اب سیرت سے مراد صرف اور صرف رسول اکرم ﷺ کے اقوال و اعمال ہیں۔ ان اقوال و اعمال اور احوال کے مجموعے کا نام سیرت ہے۔[14] سیرت کا اولین استعمال جہاد و غزوات کے لئے استعمال ہوا کیونکہ جہاد و غزوات میں سفر کرنا اور انتقال مکانات ہوا کرتا تھا۔[15] اسلاکی غزوات اور جنگوں کے بیان کے لئے جو کتابیں لکھی جاتی تھیں انہیں کتاب المغازی یا کتاب اسیر کا نام دیا جاتا تھا۔ حضرت ابن شہاب زہریؒ (م124ھ)، محمد بن اسحاق (م151ھ) اور معمر بن راشد الازدیؒ (م ۱۵۴ھ) کی کتاب المغازی سیرت کی ایسی ہی اولین کتب ہیں جن میں حضور کے غزوات کا تفصیلی بیان ہے، بعد کے ادوار میں سیرت کی کتابوں میں امام وقت کا غازیوں، اسلامی فوج اور وشمن کے ساتھ مختلف سلوک اور ان سے مختلف معاملات کا بیان کیا جانا شروع ہوا۔[16]

محمد علی الفاروقی کے مطابق کتاب السیرسے مراد "سر امام و معاملۃ الغزوات و نصار والکفار" ہے۔یعنی مسلمان حاکم وقت کا غازیوں، مدد گاروں اور کافروں کے ساتھ سلوک و معاملات۔[17] ابتدا میں سیرت النبی ﷺ کے لیے مغازی کا لفظ استمال ہوتا اور ابتدائی کتابوں میں آپ ﷺ کے غزوات کا تذکرہ زیادہ اور آپ ﷺ کی زندگی کا ذکر کم ہوتا تھا۔بعد میں آپ ﷺ کی مبارک زندگی کا زیادہ حصہ شامل ہو گیا اس لئے اس کا سابقہ صحیح نام سیرت استمال ہونے لگا۔[18] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے مقالہ نگار لیوی ڈیلا ویڈا کے مطابق آپ ﷺ کی سوانح عمری کے لئے سیرت کا استعمال سب سے پہلے ابن ہشام(م ۲۱۳)ھ نے کیا وہ اپنی کتاب کو "ھذاالکتاب سیرۃ رسول اللہ" کا نام دیتے ہیں۔[19]

قرآن کریم میں لفظ "سیرت "کا استعمال: قرآن پاک میں السیر اور السیرۃ کے الفاظ انہیں لغوی معنی میں استعمال ہوتے ہے۔سورہ طور میں ارشاد ہے:وَتَسِيرُ الْجِبَالُ سَيْرًا[20]ترجمہ:"اور پہاڑ اپنی جگہ سے چل پڑیں گے"۔سورہ روم میں ارشاد ہے:أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ [21]ترجمہ:"کیا یہ لوگ زمین میں نہیں پھرے کہ دیکھ لیتے انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے گزرے ہیں"۔سورہ القصص میں ہے:فَلَمَّا قَضَى مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ آنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ[22]ترجمہ:"جب موسیٰ علیہ السلام اپنی مدت پوری کر چکے اور اہلیہ کو ساتھ لے کر چل دیئے تو ان کو کوہ کی طرف سے آگ (روشن) دکھائی دی"۔سورہ طہٰ میں ارشاد ہے: قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَى [23]ترجمہ:"فرمایا اس (اژدھا) کو پکڑو اور ڈرو نہیں ہم اسے پہلے والی ہیئت پر لے آئیں گے۔"یہاں سیرت حالت وہیئت کے معنی میں ہے۔سورہ نحل میں سیر کی جمع استعمال کر کے فرمایا گیاہے فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ [24]ترجمہ:"(اے نبی لوگوں سے کہہ دیجئے)پس زمین میں گھوم پھر کر جھٹلانے والوں کا انجام دیکھ لو"۔یہاں سیر کے معنی غور و فکر کے ہیں۔پس سیر کا مطلب ہوا کہ جس کے حالات پر غور و فکر کیا جائے وہ سیرت ہے۔سورہ کہف میں ارشاد ہے:وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً[25]ترجمہ:اور جس دن ہم چلائیں پہاڑوں کو اور تو دیکھے گا زمین کو کھلی ہوئی"۔سورہ یوسف میں ہے:أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ[26]ترجمہ:"اور کیا وہ لوگ زمین میں نہیں پھرسے کہ دیکھ لیتے انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں۔"سورہ یونس میں ارشاد ہے:هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ[27]ترجمہ:"اور وہی تم کو پھراتا ہے خشکی اور تری میں"۔

صحابہ کے اقوال میں لفظ سیرت کا استعمال: انس بن مالک کی روایت ہے:"قال سار رسول اللہ ﷺ اِلی خیبر"[28] کہ جب رسول اللہ خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے:"قال بيننا نحن نسير مع رسول الله تم بالعرج"[29]یعنی مقام عورت میں رسول اللہ ان کے ساتھ جارہے تھے۔مسند احمد بن حنبلؒ میں ہے"قام علي رضي الله عنه على المنبر فذكر رسول الله صلى الله عليه و سلم فقال : قبض رسول الله صلى الله عليه و سلم واستخلف أبو بكر رضي الله عنه فعمل بعمله وسار بسيرته حتى قبضه الله عز

وجل على ذلك ثم أستخلف عمر رضي الله عنه على ذلك فعمل بعملهما وسار بسيرهما حتى قبضه الله عز و جل على ذلك[30] **ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے ہیں رسول اکرم ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب رسول اللہ وفات پا گئے تو آپ ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب کیے گئے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ جیسے کام کیے اور آپ کی سیرت پر چلے یہاں تک آپ فوت ہوگئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب کیے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان جیسے کام کیے اور آپ کی سیرت پر چلے یہاں تک کہ اللہ نے ان کی روح بھی قبض کرلی۔ مسند احمد میں ایک دوسری روایت ہے"** :عن أبي وائل قال قلت لعبد الرحمن بن عوف: كيف بايعتم عثمان وتركتم عليا رضي الله عنه قال ما ذنبي قد بدأت بعلي فقلت أبايعك على كتاب الله وسنة رسوله وسيرة أبي بكر وعمر رضي الله عنهما قال قال فيما استطعت قال ثم عرضتها على عثمان رضي الله عنه فقبلها [31]**"ترجمہ: حضرت ابو وائل سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کیوں کی؟ انہوں نے کہا کہ اس میں میرا کوئی قصور نہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا تھا میں کتاب اللہ، سنت رسول اور سیرت ابو بکر و عمر پر تمہاری بیعت کرتا ہوں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ میں حسب استطاعت زمہ داری نبھاؤں گا پھر میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ بات کی تو انہوں نے اسے تسلیم کر لیا۔**

سیرت کی ضرورت واہمیت: اسلامی تعلیمات کی بنیاد دو چیزوں پر ہے۔ قرآن اور سنت۔

قرآن اللہ کا کلام ہے جو رسول کریم ﷺ کے زبانی ہم تک پہنچا اور سنت اللہ کے کلام کا منشاء ہے جو کہ رسول کریم کے فعل سے ثابت ہے۔ لہذا ہمارا پورے کا پورا دین رسول کریم کی سیرت سے ثابت ہے۔ اسلام حضور ﷺ کی ذات اور ان کی تعلیمات کا مجموعہ ہے اللہ تعالی کی تمام ہدایات حضور کی زبانی ہی ہم تک پہنچی ہیں۔ لہذا فرمان نبوی ﷺ کے بغیر ہم اپنے رب کو نہیں پہچان سکتے اور نہ ہی جان سکتے ہیں کہ ہمارے اس دین میں ہمارے لیے کیا کیا درایات ہیں۔ ہمارا رب کن کن چیزوں سے خوش ہوتا ہے، راضی ہوتا ہے اور کن کن کاموں سے ناراض ہوتا ہے یہ سب کچھ ہمیں رسول کریم ﷺ کی زبانی معلوم ہوا ہے۔ قرآن کریم اللہ تعالی کی طرف سے نازل ہونے والا آخری صحیفہ ہدایت ہے جو آپ ﷺ کے ذریعے سے بنی نوع انسان تک پہنچا اور قرآن کریم کی تعلیمات انسان کے لئے دستور حیات ہیں جس کے پہنچانے والے کی زندگی کو اسوہ حسنہ قرار دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ [32] **ترجمہ: "بے شک تمہارے لیے رسول ﷺ کی زندگی ایک بہترین نمونہ ہے۔"** آپ ﷺ قرآن کا چلتا پھرتا نمونہ تھے۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ سے کچھ صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں سوال کیا تو حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا" كان خلقه القرآن[33]" کہ جو قرآن کریم نے بیان کئے ہیں وہی آپ ﷺ کے اخلاق ہیں۔

اگر رسول اکرم ﷺ مقام کی سیرت کو اسلام سے الگ تصور کر لیا جائے تو پھر قرآن کے من جانب اللہ ہونے کی کوئی سند باقی نہیں رہتی اور نہ اسلام کے برحق ہونے کا کوئی دلیل۔ اس لیے رسول اکرم نظام کی سیرت کا مطالعہ کرنا اور ان کے بارے میں جانا اسلام کے برحق ہونے اور حق وباطل میں فرق کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ قرآن نے صاف صاف اعلان کیا ہے کہ حقیقت میں حضور ﷺ کی اطاعت اللہ ہی اطاعت ہے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کو ماننے اور اس پر عمل کرنے کے بغیر اللہ کی اطاعت ناممکن ہے۔ قرآن مجید میں جہاں بھی اللہ تعالی کی اطاعت اور محبت کا ذکر آیا ہے، ساتھ ہی رسول کریم سلام کی محبت و اطاعت کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالی سے محبت کرنا اور اسکی اطاعت کرنا، آپ ﷺ کے واسطہ کے بغیر ممکن نہیں۔ اللہ تعالی تک پہنچنے کا واحد راستہ رسالت کا راستہ ہے۔ واسطہ رسالت کے بغیر ہمیں نہ معبود برحق کے وجود کا علم ہو سکتا ہے اور نہ اس کے الوہیت کا، نہ اس کی وحدانیت کا اور نہ اس کی ربوبیت کا۔ قرآن نے صاف صاف اعلان کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے اور آپ سلام کی سیرت پر چلنے کے بغیر اللہ تعالی کی بندگی ممکن نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:"وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ [34] یعنی اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی۔ ایک اور مقام پر فرمایا"قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ [35] ترجمہ:"اگر آپ کہہ دیجیے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تمہیں محبوب بنالے گا۔" اطاعت نبی سلام کو ایمان کا بنیادی جز قرار دیا گیا ہے ارشاد الٰہی ہے"وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ [36] ترجمہ: اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر تم ایمان رکھتے ہو"۔ اسی طرح رسول کی نافرمانی کو اللہ تعالی نے اپنی نافرمانی قرار دیا ہے۔"وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا [37] ترجمہ:"اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اللہ کی (قائم کردہ) حدوں سے آگے بڑھے گا، اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا"۔ سورہ توبہ میں اللہ تعالی فرماتا ہے " قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ [38] ترجمہ:"اور وہ (کافر لوگ) اسے حرام س نہیں سمجھتے جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے۔" جس طرح قرآن مجید کی اطاعت قیامت تک مسلمانوں پر واجب ہے۔ اس طرح آپ ﷺ کی سنت اور سیرت پر عمل بھی ضروری ہے۔ اور مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ اپنے تمام معاملات کا حل اللہ اور اس کے رسول کے احکام میں تلاش کرو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ [39] ترجمہ:"پھر اگر تم میں کسی بات کا تنازعہ ہو جائے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرو"۔ سورہ حجرات میں ارشاد باری ہے"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ [40] ترجمہ:"کہ اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو"۔ قرآن نے آپ ﷺ کے حکم سے روگردانی کو منافق کی نشانی قرار دی ہے، فرمان باری ہے۔وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا [41]

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب اور اس کے رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر پھیر جاتے ہیں"۔

قرآن اللہ تعالی کے احکام پر مشتمل کتاب ہے۔ اس میں اجمالی احکام تو موجود ہیں مگر ان کی تفصیلات، ان کی جزئیات نہیں ہیں اور نہ اس کی عملی شکلیں موجود ہیں ان تمام کی تفصیلات اور عملی شکل ہمیں سیرت رسول ﷺ نے فراہم کی ہیں۔ احکام الہی پر عمل کرنا سیرت نبی ﷺ کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ[42] کہ ہم نے آپ ﷺ پر قرآن نازل کیا تاکہ آپ ان لوگوں کے لئے اس چیز کی وضاحت کریں جو ان کی طرف نازل کی گئی ہے۔ پیغمبر کا کام صرف قرآنی آیات سنا کر یاد کروا دینا نہیں ہے بلکہ ان قرآنی آیات کی موقع و محل کے مطابق تشریح کرنا پیغمبر کا فرض ہے۔ مختلف استعداد کے لوگوں کو ان کی ذہنی اور علمی سطح کے مطابق اس کے اسرار و رموز سے آگاہ کرے۔ حضور ﷺ کے انہی فرائض کا تذکرہ سورہ جمعہ میں یوں کیا گیا ہے۔هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ[43] کہ اللہ وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو ان پر اللہ کی آیاتیں پڑھتا ہے اور ان (کے نفوس) کو سنوارتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔ سیرت نبی ﷺ کے بغیر قرآن کا پورے طور پر سمجھنا ممکن نہیں ہے۔ اسلئے ہر دور میں ضروری ہے کہ قرآن کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ کی سیرت کا بھی مطالعہ کیا جائے۔ اور اس کی معرفت حاصل کی جائے تاکہ اللہ تعالی کے احکام پر عمل ممکن ہو سکے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں بار بار "اقیموا الصلوۃ کا ذکر آیا ہے۔ اب یہ نماز کی پڑھی جائے یہ طریقہ قرآن میں بیان نہیں فرمایا، صحابہ کرام نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ ہم نماز کیسے ادا کریں آپ ﷺ نے فرمایا: "صلو کما رأیتمونی اصلی[44] یعنی جس طرح تم مجھے نماز پڑھتا دیکھتے ہو اس طرح پڑھا کرو۔ اسی طرح جب حج فرض ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "خذوا عني مناسككم[45] کہ مجھ سے ج کے مناسک سیکھ لو۔ کسی شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر سے سوال کیا کہ آپ سفر میں قصر نماز کیسے پڑھتے ہو قرآن میں تو اس کی تفصیل نہیں ہے تو عبداللہ بن عمر نے جواب دیا: "ان الله بعث الينا محمد ولا نعلم شيئا انما نفعل كما رايناه يفعل[46]" ترجمہ: پس اللہ تعالی نے ہماری طرف حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمادیا ہے اور ہم کچھ نہیں جانتے۔ ہم صرف اسی طرح کرتے جاتے ہیں جیسے حضور ﷺ کو کرتے دیکھتے ہیں۔

تدوین: تدوین کے معنی جمع کرنا، کتابوں کی تالیف کرنا۔ القاموس المحیط میں تدوین کا مفہوم اس طرح سے ہے - "دون الدیوان" یعنی رجسٹر بنانا، دفتر قائم کرنا، دیوان (مجموعہ اشعار) تیار کرنا، "دون الشیئ،" مدون کرنا، درج کرنا، قلمبند کرنا، نوٹ کرنا۔[47]

سیرت: سیرت کے لغوی معنی چال چلن اور طور طریقہ، یہ کسی کی زندگی کے تمام حالات کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور اب یہ لفظ سیرت رسول اکرم ﷺ کی زندگی کے لئے مخصوص ہے۔[48]

تدوین سیرت: تدوین سیرت سے مراد رسول اکرم ﷺ کے تمام زندگی کے حالات کو جمع کرنا اور انہیں کتابی شکل میں مدون کرنا ہے۔

مؤرخین نے کتاب السیرۃ کے نام سے رسول اکرم ان کے حالات جمع کئے ہیں، جن میں غزوات کا تذکرہ بھی ہوتا ہے جیسے سیرت ابن ہشام اور سیرت ابن اسحاق۔ جبکہ فقہاء جہاد میں رسول اکرم ﷺ نے کفار کے ساتھ جو معاملہ فرمایا اس کو سیرت کہتے ہیں۔

سیرت، فقہ اور حدیث میں فرق: پہلی صدی کے خاتمے اور دوسری صدی کے آغاز میں احادیث کے جمع وترتیب کا کام شروع ہوا اور آدھی صدی گزرنے تک عالم اسلام میں فقہی ترتیب پر کتابیں لکھی جاچکی تھیں۔ یعنی احادیث کی تدوین سے تقریبا سو سال پہلے سیر ومغازی پر کتابیں لکھی جاچکی تھیں۔

دوسری صدی کی ابتداء میں جب احادیث کی تدوین کا کام شروع ہوا تو مختلف محدثین حضرات نے مختلف طریقے سے احادیث جمع کیں۔ ان تمام حضرات کا موضوع رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ کچھ محدثین نے روایت ودرایت کے اصول پر حدیثیں میں جمع کیں، یہ اصحاب الحدیث کہلائے۔ کچھ محدثین نے ان حدیثوں سے فقہی مسائل نکالے یہ اصحاب الفقہ کہلائے اور کچھ محدثین نے رسول اکرم ﷺ ان کی سیرت اور غزوات پہ کام کیا یہ اصحاب السیر والمغازی کہلائے۔[49]

السحاب حدیث اور اصحاب سیرت دونوں ان امور کو جمع کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے کیا فرمایا، آپ ﷺ نے کیا عمل کیا اور آپ ان کے سامنے کیسا عمل ہوا، لیکن دونوں ہی میں فرق ہے۔ السحاب حدیث کا کام احکام معلوم کرنا ہوتا ہے۔ وہ رسول اللہ تعالی کی ذات گرامی سے بحث نہیں کرتے ہیں، اصحاب سیرت رسول اللہ کی ذات سے بحث کرتے ہیں۔ احکام کی بحث ضمنا ہوتی ہے۔

محدثین یہ بات معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جو قول یا فعل رسول اکرم م ﷺ کی طرف منسوب ہے۔ وہ صحیح ہے یا نہیں۔ اور اصحاب سیرت یہ بھی معلوم کرتے ہیں۔ کہ آپ ﷺ نے کب ایسا عمل کیا اور کیوں ایسا ارشاد فرمایا یا عمل کیا۔ اسی فرق کی وجہ سے اصحاب سیرت واسحاب حدیث کی دو جماعتیں بن گئیں۔ لیکن حقیقت میں یہ دو جماعت نہیں، جتنے اصحاب حدیث ہیں وہ اصحاب سیرت بھی ہیں۔ اور جو اصحاب سیرت ہے وہ اصحاب حدیث بھی ہیں۔ غزوات کے واقعات دونوں لکھتے ہیں، مگر دونوں میں تھوڑا سا فرق ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر فتح مکہ کے بارے میں محدیثین صرف اتنا لکھتے ہیں۔ کہ قبیلہ قریش نے صلح حدیبیہ کے معاہدے کو توڑا اور بنو خزاعہ جو رسول اللہ تعالی کے حلیف تھے، پر ظلم کیا، اس لئے آپ ﷺ نے حملہ کیا اور اس طرح مکہ فتح ہوا جب کہ اسباب سیرت بنو خزاعہ اور بن بکر کے پچھلے چ تعلقات کے بارے میں بھی معلومات حاصل کرتے ہیں۔ یہ بھی بتاتے ہیں کہ یہ معاہدہ کتنا اہم تھا۔ اور بن بکر اور بنو خزاعہ کی آپس میں جنگوں کا سلسلہ اس معاہدے کی وجہ سے رک گیا تھا۔ لیکن قریش نے عہد توڑ کر پھر اس جنگ کو مشتعل کر دیا تھا۔[50]

صحابہ اور تابعین کے دور میں ایام عرب کا ذکر: ماضی میں لوگ اپنے روایات اور باپ دادا کے مفاخر کو بیان کرتے تھے خصوصًا عرب میں تو اس کا بہت اہتمام کیا جاتا رہا۔ وہ اشعار اور قصص کے ذریعے سے اپنے آنے والی نسلوں کو اپنے آبائی روایات اور مفاخر سے آگاہ کرتے تھے۔ عربوں میں لکھنے لکھانے کا رواج بہت کم تھا۔ البتہ ان کے حافظے بہت تیز تھے۔ اس لئے وہ اپنے باپ دادا کے بہادری کے کارناموں کو زبانی

طور پر اپنے آنے والی نسلوں کو بتاتے تھے۔ اسی مقصد کے لئے مشاعرے منعقد کئے جاتے اور راتوں کو قصے سنانے کے لئے مجلسیں منعقد کی جاتی تھیں۔ جب اسلامی دور آیا تو نسلی مفاخر کی جگہ غزوات اور جہاد نے لے لی۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام نے سیر و مغازی کو ثواب اور دنیاو آخرت کی خیر سمجھ کر ان کا ذکر عام کیا اور اس کے بیان کرنے میں وہ بہت احتیاط سے کام لیتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کبھی بعض اوقات زمانہ جاہلیت کے کارناموں کا تذکرہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے معاہدہ حلف الفضول کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اگر آج بھی اسی جماعت کے لئے مجھے دعوت دی جائے تو میں اس میں شرکت کروں گا۔ اس طرح رسول اکرم[51] ﷺ نے جنگ ذی وقار کا بھی ذکر کیا۔ جس میں عربوں کو فتح ہوئی تھی اور اس کو عرب کی پہلی فتح قرار دیا تھا اور فرمایا کہ یہ میرے وجود کا فیض تھا۔

حضورت ﷺ ایک دفعہ مسجد تشریف لائے تو وہاں ایک جماعت دیکھی تو رسول اکرم ﷺ کے پوچھنے پر بتایا گیا کہ ایک علامہ آیا ہے جو جنگوں کا عالم ہے۔ عربی زبان اور انساب عرب کا جاننے والا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ علم مضر نہیں۔[52]

حضرت عمر اپنے زمانہ خلافت میں عرب کے مشہور شہسوار عمرو بن معد یکرب سے جاہلیت کے زمانے کے جنگوں کے بارے میں واقعات معلوم کیا کرتے تھے۔[53] حضرت امیر معاویہ کے زمانے میں کچھ لوگ خاص اس کام کے لئے مقرر تھے جو ان کو عشاء کی نماز کے بعد عرب و عجم کے لڑائیوں اور گزشتہ بادشاہوں کے حالات سنایا کرتے تھے۔ لہذا صحابہ اور تابعین کی مجالس میں ایام عرب کا تذکرہ ہوتا تھا۔ امام بخاری نے اپنی ایک کتاب " الجہاد والسیر " میں باقاعدہ ایک باب میں صحابہ کرام کی زبانی جہاد و غزوات بیان کئے ہیں۔[54] حضرت عقیل بن ابو طالب کے لئے مسجد نبوی میں تکیہ لگایا جاتا، لوگ عرب کے واقعات سننے کے لئے ان کے پاس جمع ہوتے۔ حضرت عقیل اپنے زمانہ میں قریش کے سب سے بڑے ماہر انساب اور ان کے لڑائیوں کے عالم تھے۔[55] حضرت عبد اللہ بن عباس نے فقہ، تفسیر، مغازی اور انساب کا درس دینے کے علاوہ ایک دن زمانہ جاہلیت کے ایام بیان کرنے کے لئے مقرر کیا تھا۔[56] حضرت عبد اللہ بن مسعود کے شاگرد علقمہ بن قیسدرس دیتے وقت جب طلبہ میں نشاط نہ دیکھ پاتے تو ان کو ایام عرب کی داستانیں سنانے لگتے۔[57] عاصم بن عمرو کو عمر بن عبد العزیز نے حکم دیا کہ جامع دمشق میں لوگوں کو مغازی کی تعلیم دی جائے۔[58] امام المغازی محمد بن عمر واقدی "مسجد نبوی میر میں مغازی کا درس دیتے تھے۔ مغازی کے اولین مصنف عروہ بن زبیر کی مدینہ میں درس گاہ تھی جو "کتاب عروہ" کے نام سے مشہور تھی۔ اس میں وہ درس دیا کرتے تھے۔ بچوں کو ان کی ذہنی استعداد کے مطابق مغازی کی تعلیم دی جاتی تھی۔

غزوات کا عام تذکرہ: ہر اک قوم کا یہ شیوہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے آباء واجداد کی بہادری کے قصے یاد رکھتے ہیں اور یہ کارنامے ان کے نزدیک بہت عزیز ہوتے ہیں اور ان کو یاد کر کے ان کی زندگی میں توانائی پیدا ہوتی ہے، لہذا عرب لوگ بھی آپس کے جنگوں کے واقعات کو محفوظ رکھتے تھے۔ اس وجہ سے رسول اکرم ﷺ کے افعال و اقوال میں سب سے پہلے مغازی کی روایتیں پھیلیں لہٰذا سب سے پہلے اس فن کی ابتداء ہوئی_58 [59] ابتداء میں زیادہ روایات سے منع کیا گیا تھا مگر غزوات و سرایا کے واقعات بیان کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ مواقع

فراہم کیے گئے۔ خلافت راشدہ اور اموی دور میں جب فتوحات زیادہ ہوئیں تو غازیوں کے جذبات کو ابھارنے کے لئے غزوات اور ان سے متعلق احکام و مسائل بہت زیادہ بیان کئے جاتے تھے اور یہی اہمیت مغازی کی تدوین کی وجہ بنی۔ لہٰذا پہلی صدی کے نصف ثانی میں مدینہ منورہ میں تابعین نے کتاب المغازی کے نام سے کم از کم تین کتابیں لکھیں۔ صحابہ کرام کو رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی سے اتنی عقیدت تھی کہ وہ اٹھتے بیٹھتے ان کی ذات کو اپنا موضوع بنائے رکھتے اور ایک دوسرے سے معلومات حاصل کرتے تھے۔ مثلاً یہ کہ رسول اکرم ﷺ کتنے غزوات میں حصہ لیا، غزوہ بدر میں مجاہدین کی تعداد کتنی تھی۔ غزوہ بدر میں کتنے لوگ گرفتار ہوئے تھے۔ غزوہ احد میں رسول اکرم ﷺ کے زخم کا علاج کس دوا سے کیا گیا۔ چنانچہ اسی طرح سیرت و مغازی کو محفوظ کیا گیا۔[60] صحابہ کرام کے بعد ان کے شاگردوں یعنی تابعین کا دور شروع ہوا، جنھوں نے اپنے بزرگوں اور اساتذہ سے روایت لئے۔ ان کے بعد تبع تابعین سے صحابہ کرام اور تابعین کے علم کو آگے بڑھایا۔ سیر و مغازی کا تمام مواد ہی صحابہ کرام، تابعین کی روایات سے جمع ہوا۔[61]

ذیل میں چند ان سیرت نگاروں کے نام اور ان کا مختصر تعارف کیا جاتا ہے جنھوں نے ابن اسحاق سے پہلے سیرت پر کام کیا۔

1۔ **عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہما:** پورا نام عقیل بن عبد مناف (ابی طالب) بن عبد المطلب الھاشمی القرشی کنیت ابویزید ہے۔ اہل قریش میں سے جنگی مہارت، قصص گوئی، سخاوت، کرم، بہادری، اور جرات مندی میں بے مثال تھے۔ آپ بہت زیادہ فصیح اللسان اور خطیب آور شخصیت تھے، سخت جواب دینے والے تھے۔ باپ کی طرف علی اور جعفر کے بھائی تھے۔ آپ سب سے بڑے تھے۔ جاہلیت میں اس کا نام ظاہر تھا لیکن اس کی جاہلیت کسی پر مخفی اور پوشیدہ نہیں تھی۔

آپ نے ۸ھ میں مدینہ ہجرت کی اور غزوہ موتہ میں شریک ہوئے۔ البتہ فتح مکہ اور طائف میں بالکل گمنام رہے۔ غزوہ حنین میں آپ ﷺ کی معیت میں جہاد کا شرف حاصل کیا۔ چنانچہ آپ زمانہ جاہلیت سے علم الانساب کے ماہر تھے، اس لئے مدینے کے لوگ آپ سے اپنے انساب کے بارے میں گفت وشنید کرتے اور اپنے خاندان اور باپ دادا کے نسب کے بارے میں معلومات حاصل کرتے۔ آپ یزید کے زمانہ خلافت میں ۶۰ھ میں وفات پاگئے۔ ان دنوں حلب کے اطراف میں ایک جماعت بنی عقیل جو آپ کی طرف منسوب تھا، انہیں کے ساتھ سکونت پذیر تھے۔[62]

2۔ **زیاد بن ابی سفیان رضی اللہ تعالی عنہ:** زیاد بن ابی سفیان کو زیاد بن ابی، زیاد بن امیہ، زیاد بن سمیہ بھی کہتے ہیں اور یہ بھی منقول ہے کہ زیاد بن ابی سفیان کو زیاد بن عبید الثقفی بھی کہا جاتا تھا۔ والدہ کا نام سمیہ جاریہ بن الحارث ابن کلدہ تھا۔ آپ کی تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے۔ بعض مورخین نے آپ کی پیدائش ہجرت سے پہلے اور بعض نے ہجرت کے بعد ذکر کی ہے۔ یہ بھی منقول ہے کہ آپ جنگ بدر کے دن پیدا ہوئے۔ ابو مغیرہ کنیت تھی۔ آپ کے لئے نہ صحبت اور نہ روایت ہے۔ آپ بہت بڑے خطیب، دنیا کے معاملات میں ماہر تھے۔ اس

وجہ سے دنیادار لوگوں کے ہاں آپ کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ عمر بن خطاب نے آپ کو بصرہ کے صدقات پر مامور فرمایا تھا۔ یہ بھی منقول ہے کہ آپ ابی موسی اشعری کے کاتب رہے ہیں۔ [63]

3۔ **مخرمہ نوفلؓ:** مخرمہ بن نوفل بن اہیب بن عبد مناف الزہری القرشی ۵۵۹ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت ابی سفیان تھی۔ آپ صحابی ہیں اور علم انساب کے ایک بہت بڑے عالم تھے۔ فتح مکہ کے روز اسلام لائے۔ اسلام لانے کے بعد آپ ﷺ سے بہت ڈرتے تھے۔ آپ نے ۱۱۵ سال طویل عمر پائی۔ عثمان ذوالنورین کے زمانے میں بصرہ میں نابینا ہوئے تھے اور مدینہ میں 674ء کو وفات پاگئے۔ [64]

4۔ **وغفل بن حنفلہ السدوی:** وغفل بن حنظلہ النسابتہ علامہ سدوسی الشیبانی بھی ان شخصیات میں شامل ہیں جنہوں نے فن سیرت پر کتب تصنیف فرمائیں۔ ابن سحاقنے فرمایاہے کہ آپ کے لئے روایت ہے لیکن آپ ﷺ سے سماعت ٹھیک نہیں ہے۔ حسن بصری، ابن سیرین امام احمد بن حنبل کے اقوال ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ آپ کے لئے صحبت ہے یا نہیں؟

موسیٰ بن اسماعیل نے ابو ہلال سے انہوں نے محمد ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ دغفل بن حنظلہ ایک علم والے شخصیت تھے لیکن ان کی تمام علوم پر علم انساب حاوی تھا، یعنی آپ علم انساب میں بہت زیادہ مہارت رکھتے تھے۔ [65]

5۔ **عبید بن شریہ الجرہمیؒ:** آپ کو عبید بن شربیہ اور عمیر بن شبرمہ بھی کہا جاتا ہے۔ ہشام بن محمد الکلبی نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ عبید بن شریہ الجرہمی نے 240 سال ایک طویل عمر پائی اور بعض نے ۳۰۰ سال نقل کیا ہے۔ آپ نے اسلام کا زمانہ پایا اور مسلمان ہو گیا۔ معاویہ بن ابی سفیان کے عہد خلافت میں آپ کو بلایا گیا۔ معاویہ نے آپ سے پوچھا کہ اتنی طویل عمر میں آپ نے کیا عجیب بات دیکھی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ایک دن میں جارہا تھا کہ ایک میت کو ان کے رشتہ دار دفن کر رہے تھے۔ جب میں نے یہ حال دیکھا تو میں رویا اور یہ اشعار پڑھے!

استرزق الله خيرا وأرضين به　　فبينما العسر إذ دارت مياسير
وبينما المرء في الأحياء مغتبط　　إذ صار ميتا تعفيه الأعاصير
يبكي عليه غريب ليس يعرفه　　وذو قرابته في الحي مسرور

میں اللہ تعالیٰ سے اس میت کی بخشش کے لئے دعا کرتا ہوں۔ انسان اس دنیا میں اپنے اہل وعیال اور رشتہ داروں میں مصروف ہوتا ہے لیکن ایک دن تو ضرور جدا ہو گا۔ ایک اجنبی شخص اس پر روتا ہے اگرچہ وہ اسے نہیں جانتا اور حال یہ ہے کہ اس کے اپنے رشتہ دار اس پر خوش ہیں"۔ آپ کے یہ اشعار ایک شخص نے سنے تو وہ آپ سے کہنے لگا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ اشعار کس کے ہیں؟ یہ تو اسی میت کے ہیں جو دفن ہونے جارہا ہے۔ [66]

6۔**ابو کلاب دفع لسان الحمرہؒ:** پورا نام ابو کلاب بن لسان الحمرہ ہے۔ ابو کلاب کنیت ہے۔ آپ فصاحت میں مشہور تھے۔ زیادہ عمر اپنے والے تھے۔ آپ وہ شخصیت ہیں جس سے معاویہ نے علم کے بارے میں پوچھا تھا کہ آپ نے یہ اتنا بڑا علم کہاں سے حفظ کیا؟ آپ نے جواب دیا کہ اپنے عقل مند دل اور زبان سے زیادہ سوال کرنے میں۔ [67]

7۔**ابن الکواء یشکریؒ:** ابن الکواء یشکری کے بارے میں بلاذری نے عوانہ بن احکام کے طرق سے لکھا ہے کہ زیاد کی والدہ اہل زندورد کے رہنے والوں میں سے تھیں۔ جس کا نام یا مبح تھا۔ کواء الیشکری انہیں چوری کرکے اپنے ساتھ لے گیا اور اس کا نام سمیہ رکھا۔ آپ نے سمیہ کے ساتھ کچھ وقت گزارا۔ پھر ابن الکواء الیشکری کو کسی نے زہر پلایا۔ جس سے وہ بیمار ہو گیا۔ آپ کے علاج کے لئے حارث بن کلدہ ایک عرب طبیب لائے گئے۔ انہوں نے ابن الکواء الیشکری کا علاج کیا اور وہ صحت یاب ہوا۔ صحت یاب ہونے کے بعد ابن الکواء نے اپنی بیوی سمیہ کو اس طبیب کے حوالے کیا۔ یہ واقعہ دور جاہلیت کا ہے۔ [68]

8۔**ابن داب اللیشیؒ:** پورا نام عیسی بن یزید بن بکر بن داب اللیشی البکری الکنانی ہے 171ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت ابو الولید ہے۔ آپ اپنے زمانے کے ایک بہت بڑے عالم، خطیب، شاعر اور علم انساب کے ماہر تھے۔ اہل مدینہ آپ سے انہی علوم میں روایت کرتے تھے۔ آپ کا والد یزید عرب کے بارے میں معلومات اور اشعار میں ماہر تھے۔ آپ نے سے 267ھ میں وفات پائی۔ [69]

9۔**صحار بن عیاش او(عباس) العبدیؒ:** صحار بن العباس العبدی بنی مرہ بنی ظفر بن ویل کے قبیلے سے تھے۔ ابو عبد الرحمٰن کنیت تھی۔ آپ کو عیاش بھی کہتے ہیں۔ آپ صحابی ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد عبد القیس میں آئے۔ صحار العبدی قبیلہ عبد القیس کے مشہور اور زبان آور خطیب تھے۔ معاویہ نے آپ سے پوچھا کہ بلاغت کیا ہے تو آپ نے فرمایا بلاغت زبان آوری ہے۔ معاویہ نے پھر فرمایا زبان آوری کیا ہے تو صحار العبدی نے فرمایا کہ نہ تو خطا ہو جائے اور نہ رک جائے۔ آپ مصر کی فتوحات میں بھی شامل ہوئے اور شہادت عثمان کے بعد آپ نے خون عثمان کے قصاص لینے کا مطالبہ کیا تھا۔ جنگ صفین میں معاویہ کے ساتھ شامل ہوئے بصرہ میں سکونت پذیر تھے اور 40ھ میں وہاں وفات پائی۔ [70]

10۔**وہب بن منبہؒ:** وہب بن منبہ الابنادی الصنعانی، کنیت ابو عبد اللہ 34ھ میں صنعاء میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے زمانے کے ایک بہت بڑے مؤرخ، قدیم کتابوں کا علم رکھنے والے، قدیم زمانے کے لوگوں کے داستانیں یاد رکھنے والے اور اسرائیلیات میں کافی مہارت رکھنے والے تھے۔ آپ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔ فرس کے بیٹوں میں سے ہیں جن کو کسری شاہ ایران نے یمن بھیجا تھا۔ آپ کی ماں قبیلہ حمیر سے تھیں۔ عمر بن عبد العزیز نے آپ کو قضاء کے عہدے میں مامور فرمایا تھا۔ وہب بن منبہ کی وفات 114ھ کو صنعاء میں ہوئی۔ [71]

11۔**قتادہ بن وعامہ السدوسیؒ:** قتادہ بن وعامہ بن قتادہ بن عزیز کنیت ابو خطاب الدوسی البصری ہے۔ 61ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ ایک بہت بڑے مفسر تھے اور نابینا بھی تھے۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہے کہ قیادہ اہل بصرہ میں سب سے زیادہ حافظ ہیں اور علم حدیث کے ساتھ

عربی لغت اور مفردات، اہل عرب کے حالات اور ان کے انساب کا علم بھی رکھتے تھے۔ حدیث میں تدلیس کرتے البتہ دیگر علوم میں یگانہ روز گار تھے۔118ھ میں واسط میں طاعون مرض کی وجہ سے وفات پائی۔[72]

12۔ **ابن شہاب الزہریؒ:** محمد بن مسلم بن عبد اللہ بن شہاب الزہری 58ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ بنی زہرہ بن کلاب سے تعلق رکھتے تھے جو کہ قریش کی شاخ تھی۔ آپ تابعی ہیں۔ آپ نے سب سے پہلے تدوین حدیث کا کام شروع کیا۔ آپ بہت بڑے حافظ الحدیث، فقیہ تھے۔ اہل مدینہ میں سے ایک ذی علم شخصیت تھے۔ آپ نے 2200 احادیث یاد کی تھی جو مسند کا نصف حصہ تھا۔ ابن الجزری نے فرمایا ہے کہ آپ نے شغب میں حجاز کے آخری حدود اور فلسطین کے اوائل میں 124ھ میں وفات پائی۔[73]

13 **ابو مخنف الازدیؒ:** پورا نام لوط بن یحییٰ بن سعید بن مخنف الازدی الغامدی ہے۔ ابو مخنف کنیت ہے۔ سنہ ولادت نا معلوم ہے۔ آپ سیرت، اخبار اور روایت کرنے والے ہیں۔ اہل کوفہ کے قبیلہ امامی سے تعلق رکھتے تھے۔ آپؒ کے تاریخ میں بہت زیادہ تصانیف ہیں جبکہ اس سے پہلے تاریخی کتب لکھنا آسان نہیں تھا۔ انہیں تاریخی کتب میں فتوح الشام، فتوح العراق، جنگ جمل اور جنگ صفین کے حالات وغیرہ مشہور ہیں۔ آپؒ نے ۱۵۷ھ میں وفات پائی۔[74]

14 **شبیل بن عزرہ الضبیعیؒ:** پورا نام شبل بن عزرہ بن عمیر الضبیعی ہے۔ تاریخ پیدائش کے بارے میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔ آپؒ اہل بصرہ میں سے بہت بڑے خطیب، شاعر، علم انساب کے ماہر تھے۔ لغت میں آپ نے "کتاب غریب" کے نام سے ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ پہلے پہل آپ خوارج کے عقیدے کے ہم خیال تھے لیکن جب ان کا عقیدہ معلوم ہوا تو خوارج کو چھوڑ گئے۔ آپ نے 140ھ میں وفات پائی۔[75]

15۔ **موسیٰ بن عقبہؒ:** موسیٰ بن عقبہ بن عیاش الأسدی اپنے زمانے کے بڑے عالم تھے۔ مدینہ میں پیدا ہوئے تاریخ پیدائش نامعلوم ہے۔ ابو محمد کنیت ہے۔ حدیث کے روایت کرنے والوں میں ثقہ ہیں۔ آپ اہل مدینہ میں سے تھے۔ آپ نے مغازی پر ایک کتاب تصنیف کی ہے امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا "ابن عقبہؒ مغازی کے علم میں ثقہ حیثیت کے شخصیت ہیں۔ آپ نے 141[76]ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔

16۔ **ابو عمیر مجالد بن سعید الہدانیؒ:** مجالد بن سعید بن عمیر الہدانیؒ اہل کوفہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی کنیت ابو عمیر ہے۔ آپ سے احادیث کی روایت ثابت ہے ثقہ ہونے میں اختلاف ہے لیکن جھوٹ کا احتمال نہیں رہا ہے۔144ھ میں وفات پا گئے ہیں۔[77]

17 **شرقی بن قطامیؒ:** ولید بن حصین بن حبیب بن جمال الکلبی، جو کہ شرقی پر مشہور تھے۔ قطامی لقب ہے۔ آپ کی کنیت ابو مثنی ہے۔ ادب اور علم انساب کے بہت بڑے عالم تھے۔ آپ کا تعلق اہل کوفہ سے ہے۔ خلیفہ ابو جعفر منصور نے آپ کو بغداد بلایا تا کہ اس کے بیٹے خلیفہ مہدی کو تعلیم وتربیت کا فریضہ انجام دے سکے۔ آپ قصہ گو بھی تھے۔ قدیم لوگوں کے اخبار اور حالات لوگوں کو سناتے تھے۔ آپ سے دس ضعیف احادیث منقول ہیں۔ آپ نے 155ھ میں وفات پائی۔[78]

18 **ابن السائب الکلبیؒ:** پورا نام محمد بن سائب بن بشر بن عمرو ابن الحارث الکلبی ہے۔ ابو نصر کنیت ہے۔ کوفہ میں پیدا ہوئے۔ علم انساب کے بڑے ماہر تھے۔ آپ سے روایت حدیث بھی ہے۔ اپنے زمانے کے تفسیر قرآن کے ایک بلند پایہ اور اہل عرب کے حالات سے باخبر ایک بڑے عالم تھے۔ آپ قبیلہ قضاعۃ کے شاخ کلب بن وبرۃ سے تھے۔

نسائیؒ نے فرمایا ہے کہ ابن السائب الکلبی حدیث میں ثقہ ہیں اور تفسیر قرآن کے سلسلے میں لوگ آپ سے راضی ہے۔ احادیث میں منکر احادیث بھی روایت کی ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ آپؒ سبائی تھے۔ عبد اللہ بن سبا کے ہم خیال تھے۔ عبد اللہ بن سبا کا یہ عقیدہ تھا کہ علی شہادت کے بعد دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ ابن السائب الکلبی نے 146ھ میں وفات پائی۔[79]

19 **عوانہ بن الحکمؒ:** آپ کا نام عوانہ بن حاکم بن عوانہ بن عیاض ہے، بنی کلب سے تھے۔ ابو الحکم کنیت ہے۔ اہل کوفہ میں سے ایک بہت بڑے مؤرخ، علم انساب کے ماہر، شاعر فصیح اللسان خطیب تھے۔ آپؒ نابینا تھے۔ یاقوت حموی نے فرمایا ہے کہ تاریخ میں آپ نے ایک کتاب تصنیف کی ہے اور سیرت معاویہ کے نام سے بھی آپ نے ایک کتاب لکھی ہے۔ آپ نے 147ھ میں وفات پائی[80] ان حضرات کے علاوہ ڈاکٹر حمید اللہ نے مندرجہ ذیل ناموں کا بھی اضافہ کیا ہے۔[81]

1- ابان بن عثمان بن عفانؒ

2- شرحبیل بن سعدؒ

3- ابو الاسود تیم عروہؒ

4- ۔ولید بن کثیر المخزومیؒ

سیر ومغازی پر تصنیف وتالیف کا آغاز: جب اسلامی علوم کے بارے میں تلاش جاری تھی۔ اور سیر ومغازی عام ہو گیا تو حضرت معاویہ (41ھ تا 59ھ) نے عبید بن شریہ جرہمی کو یمن کے شہر صنعاء سے دمشق بلوایا اور ان سے "الکتاب الملوک واخبار الماضیین" لکھوائی۔ اس کتاب میں افسانوی انداز اپنایا گیا تھا۔ عبید بن شریہ نے حضور ﷺ کا زمانہ پایا تھا مگر ان سے ملاقات نہ ہو سکی تھی۔ اس کتاب کے کان کے بعد 25 سال تک وہ زندہ رہے اور عبد الملک بن مروان کے دور خلافت میں وفات پائی۔[82] اس زمانہ میں زیاد بن ابیہ نے مثالب ومطاعن میں ایک کتاب لکھ کر اپنے بیٹوں کو دی تھی۔ اور صحار بن عباس العبدیؒ جو اموی دور کے ماہر انساب اور زبان آور خطیب تھے انہوں نے بھی کتاب الامثال لکھی تھی۔[83]

ان سیر ومغازی کے مصنفین کا ایک بڑا کارنامہ یہ ہے کہ جب انہوں نے دیکھا کہ لوگوں کی توجہ غیروں کی کتابوں کی طرف ہے تو انہوں نے سیرت ومغازی کو مدون کیا اور ان کی کتابوں کی ایسی شہرت ہوئی کہ ان کی توجہ بے مقصد کتابوں سے ہٹ کر سیر ومغازی کی کتب کی طرف مبذول ہوئی_[84] محمد بن اسحاق کے متعلق ابن عدیؒ کا قول ہے کہ آپ کا صرف یہ کارنامہ آپ کی فضیلت کے لئے کافی ہے کہ انہوں نے امراء اور سلاطین کی توجہ غیر مقصدی کتابوں سے ہٹا کر رسول اللہ ﷺ کے مغازی پر مبذول کرائی۔[85] اسلام میں سب سے پہلے مدینہ میں علم

مغازی پر کتب لکھی گئیں، یہ کتب اپنی اصلی حالت میں تو باقی نہ رہ سکیں مگر ان کی روایتیں حدیث اور سیر و مغازی کی کتابوں میں آگئی ہیں۔ عروہ بن زبیر کی کتاب المغازی 43ھ میں واقعہ حرہ میں نذر آتش ہو گئی تھی، مگر ان کے شاگردوں نے انکی بہت سی روایات کو محفوظ کیا۔[86] ابان بن عثمانؒ کی کتاب المغازی خلیفہ عبد الملک بن مروان کے عتاب کی وجہ سے ضائع کی گئی اور کسی نے اس کی روایات بیان نہیں کی ہیں، صرف مغیرہ بن عبد الرحمن نے اس کی روایت کی اور اپنے شاگردوں کو اس کے پڑھنے کا کہا۔ مغازی کی کتابوں میں ان کی بہت کم روایتیں ملتی ہیں، لیکن تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ ان کی بہت کی روایتیں ان کا نام لئے بغیر بیان کی گئی ہیں[87] محمد ابن شہاب زہریؒ کی کتاب المغازی کا کافی حصہ ان کے شاگردوں نے اپنی کتابوں میں لیا ہے۔ خاص طور پر موی بن عقبہ، محمد بن اسحاق اور معمر بن راشد۔ ان کے علاوہ اور مصنفین نے بھی اپنی کتابوں میں امام زہری کی روایات لی ہیں۔ مصنف عبد الرزاقؒ نے اپنی کتاب المغازی میں معمر بن راشد کی اتنی زیادہ روایات کی ہیں کہ ایسا لگتا ہے یہ ابن زہریؒ کی کتاب المغازی ہے۔ مدینہ منورہ میں مغازی کی تصنیف کے دو ادوار ہیں۔ پہلا دور پہلی صدی کے نصف ثانی سے شروع ہو کر اس کے اختتام تک ہے۔ اس وقت اسلام میں با قاعدہ تصنیف و تالیف کا کام بھی شروع نہیں ہوا تھا۔ اس دور میں مغازی کے لکھنے والے مدینہ کے فقہاء تھے۔ دوسرا دور دوسری صدی سے شروع ہوتا ہے۔ اس دور میں با قاعدہ تصنیف و تالیف کا کام شروع ہو چکا تھا۔[88] پہلے دور کے مصنفین میں بعض اکابر صحابہ اور بہت سے اصاغر صحابہ اور ان سے روایت کرنے والے اکابر تابعین تھے۔ یہ سب کے سب ثقہ اور عادل تھے۔ دوسرے دور میں مغازی پر بہت زیادہ کتابیں لکھی گئیں۔ اس دور میں محدث، فقیہ، مفسر، مؤرخ، صاحب المغازی مختلف ناموں کا رواج تھا۔

حواشی وحوالہ جات

[1] اردو دائرہ معارف الاسلامیہ، ج14، ص74، دانشگاہ پنجاب لاہور، طبع اول 1980۔ افریقی ابن منظور، لسان العرب، ج4، ص389، مادہ س ی ر

[3] لوئس معلوف المنجد فی اللغۃ، ص387، مادہ س ی ر، مترجم عبد المجید بلیلاوی، افضل شریف پرنٹرز لاہور

[4] الزبیدی، سید محمد مرتضی (م1205ھ) تاج العروس، ج3، ص287، وزارۃ الاشد والانباء کویت 1965۔

[5] الجرجانی، علی بن محمد (م816ھ) التعریفات، ص163۔ مادہ سیرۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

[6] ابن الاثیر، مبارک بن محمد (م606ھ)، النہایہ فی غریب الحدیث والاثار، 1434، ایران، طبع چہارم۔

[7] محمد بن یعقوب (م817ھ) القانوس المحیط، ج2، ص54، المکتبہ حسینیہ، المصریہ، 1344۔

[8] لوئیس معلوف، المنجد فی اللغہ، ص378، مادہ سیرۃ، دائرہ معارفا، لبنانی، 10/309، مادہ سیر۔

[9] اردو انسائیکلوپیڈیا، ص622، جامع اللغات، ج3، ص454۔

[10] تھانوی، محمد علی فاروقی (م1200ھ) کشاف اصطلاحات الفنون، ص663، تحقیق احمد حسن، دار الکتب علمیہ، بیروت، 1988۔

[11] یورش، پروفیسر عشاب خالد، فن سیرت نگاری، ص8

[12] محمد سرور بخالف زین العابدین، دراسات فی السیرۃ النبویہ، ص72، دار الارقم، 1984ء۔

[13] دہلوی،شاہ عبد العزیز محدث، عجالۃ النافعہ،ص14۔48،مترجم وشارح ڈاکٹر عبد الحلیم چشتی،نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی،1946ء۔

[14] غلام رسول چیمہ،سیرت سید البشر،ص13۔14۔

[15] محمد علی فاوقی،(م1200ھ)کشاف اصطلاحات الفنون،دار الکتب العلمیہ،بیروت،1998ء۔

[16] ایضاً

[17] ایضاً

[18] اردو دائرہ معارف الاسلامیہ،ج14،ص74،دانش گاہ پنجاب لاہور،طبع اول1980

[19]The Encyclopedia of Islam,Vol,4,page439 international union of academies ,Leiden,University,edition1913to1938 German and French languages

[20] سورہ طور،10:52

[21] سورہ روم۔9:30

[22] سورہ قصص،29:28

[23] سورہ طٰہٰ،21:20

[24]سورہ نحل،36:16

[25] سورہ کہف،47:18

[26] سورہ یوسف۔109:12

[27] سورہ یونس،22:10۔

[28] ابوعبد اللہ امام احمد بن حنبل(م2412ھ)،المسند3/602،رقم الحدیث13،دار احیاء التراث العربی،بیروت1994ء۔

[29] ابوعبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی النسائی(م303ھ)السنن الکبریٰ،224/115،الناشر موسسۃالرسالۃ بیروت2001۔

[30] ابوعبد اللہ امام احمد بن حنبل(م2412ھ)،المسند1/6604،رقم الحدیث105813،دار احیاء التراث العربی،بیروت1994ء۔

[31] ایضاً مذکور ج1،ص158،

[32] سورہ الاحزاب،21:33

[33] مالک بن انس(169ھ)موطا امام مالک،باب حسن الخق،904:علامہ علاؤ الدین علی متقی بن حسام الدین(م975ھ)کنز العمال،ج3،ص16،ادارہ اشاعت اردو بازار کراچی۔

[34] سورہ تغابن،12:64

[35] سورہ ال عمران۔31:3

[36] سورہ انفال،1:8

[37] سورہ النساء۔14:4

[38] سورہ توبہ،29:9

[39] سورہ النساء،59:4

[40] سورہ حجرات،1:49

[41] سورہ النساء،61:4

[42] سورہ نحل،44:16

[43] سورہ جمعہ،2:62

[44] مسلم بن الحجاج(م261ھ) الصحیح المسلم، بیروت1988ء، مسند احمد بن حنبل،3/326

[45] ابوعبداللہ احمد بن حنبل الشیبانی(م241ھ)، المسند، ج3/94الناشر موسسۃ الرسالہ العربیہ بیروت، 2001ء

[46] فیروزادین۔ فیروز اللغات، مادسہ تدوین(تدوین) لفظت، د،(ع،ا،مث)، ص352، مجد الدین محمد

[47] بن یعقوب فیروز آبادی(م817ھ)، القاموس المحیط، ص558، المکتبہ الحسینیہ المصریہ، 1344ھ

[48] قاضی اطہر مبارک پوری، تدوین سیرت ومغازی، ص13، قدسیہ اسلامک پریس لاہور

[49] ایضاً۔ ص:50

[50] ابوالبرکات عبدالرؤف، داناپوری، اصح السیر، ص26۔64 قرآن محل اردو بازار لاہور

[51] محمد بن اسماعیل البخاری، مذکور، التاریخ، ج1، ص63

[52] سمعانی، ابوسعید بعد الکریم بن محمد، کتاب الانساب، ج1، ص9، مکتبہ العاصمہ قاہرہ1968۔

[53] المسعودی، مروج الزہب، ج2، ص335

[54] ایضاًج3، ص:41

[55] یحییٰ نووی، ابوزکریا محی الدین(م676ھ) تہذیب الاسماء واللغات، ج1، ص337، مکتبہ خاور مسلم مسجد لاہور۔

[56] ابن سعد۔ محمد(م230ھ) الطبقات الکبریٰ، ج2، ص367 دار الفکر بیروت طبع اول1994ء

[57] ایضاً، ج6، ص90۔

[58] ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی(م852ھ) تہذیب التہذیب، ج5، ص54، دار الفکر بیروت لبنان1995ء

[59] قاضی اطہر مبارک پوری، تدوین سیرت ومغازی، ص:31۔41، قدسیہ اسلامک پریس لاہور

[60] ایضاً، ص41

[61] ابن سود، البقات الکبریٰ، تحقیق علی محمد عمر الھیئۃ المصریہ، ج2، ص376، العامہ الکتاب القاہرہ، 2002ء

[62] الزرکلی، خیر الدینبن محمود(م1396ھ)، الاعلام، ج4، ص242، طبع پندرہ، دار العلم للملایین، 2002ء

[63] ابن عبدالبر، یوسف بن عبداللہ بن محمد(م463ھ) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ج2، ص523 طبع اول1414ھ دار الجبل بیروت

[64] الزرکلی، خیر الدین بن محمود(م1396ھ)، الاعلام، ج7، ص193، طبع پندرہ دار العلم للملایین2002ء

[65] ابن عبدالبر، یوسف بن عبداللہ بن محمد(م463ھ) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ج2، ص62، طبع اول1414ھ دار الجبل بیروت

[66] ابن الاثیر، ابوالحسن علی بن ابی الکرم (م630ھ) اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ، ج3، ص536، طبع اول1409ھ دار الجبل بیروت

[67] ابن حجر، احمد بن علی حجر العسقلانی (م852ھ) الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج6، ص495، دار الکتب العلمیہ بیروت طبع اول1415ھ

[68] ایضاً مذکور، ج5، ص487،

[69] الزرکلی، خیر الدین بن محمود (م1396ھ)، الاعلام، ج5ص111، طبع پندرہ دار العلم للملایین2002ء

[70] الزرکلی، الاعلام، مذکور، ج3ص201، طبع پندرہ دار العلم للملایین2002ء

[71] الزرکلی، الاعلام، مذکور، ج8ص125۔126

[72] الزرکلی، الاعلام، مذکور، ج5ص189۔

[73] الزرکلی، الاعلام، مذکور، ج7، ص97

[74] الزرکلی، الاعلام، مذکور، ج5، ص245

[75] الزرکلی، الاعلام، مذکور، ج3، ص245

[76] الزرکلی، الاعلام، مذکور، ج7، ص325

[77] الزرکلی، الاعلام، مذکور، ج5، ص277

[78] الزرکلی، الاعلام، مذکور، ج8، ص120

[79] الزرکلی، الاعلام، مذکور، ج6، ص133

[80] الزرکلی، الاعلام، مذکور، ج5۔ ص93۔94

[81] اعظمی، ڈاکٹر محمد مصطفیٰ، مقدمہ مغازی رسول اللہ عروہ بن زبیر، ص268 مترجم محمد سعید الرحمٰن، ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور1987ء

[82] ابن ندیم، محمد بن اسحاق (م438ھ) الفہرست، ص132، راوی پرنٹنگ تہران، ایران1973ء

[83] ایضاً۔ ص131

[84] قاضی اطہر مبارک پوری، تدوین سیرت ومغازی، ص:172، قدسیہ اسلامک پریس لاہور

[85] ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی (م852ھ) تہذیب التہذیب، ج9، ص44۔45، دار الفکر بیروت لبنان1995ء

[86] قاضی اطہر مبارک پوری، تدوین سیرت ومغازی، ص:172، قدسیہ اسلامک پریس لاہور

[87] ایضاً۔ ص:114

[88] ایضاً۔ ص:174

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.